اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ روزنامہ

# الفضل ربوہ

فی پرچہ ایک آنہ یا چھ نئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ ۶ احسان ۱۳۴۰ ہش ۶ جون ۱۹۶۱ء نمبر ۱۲۸

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

### کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۵ جون بوقت ½۸ بجے صبح

پرسوں دوپہر سے شام تک حضور کو سردرد کی تکلیف رہی۔ کل طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب جماعت حضور کی شفائے کامل و عاجل کے لئے خاص توجہ اور درد کے ساتھ التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

## تعلیم الاسلام کالج جیسی درسگاہ کا قائم کر دکھانا اور پھر اسے پروان چڑھا کر موجودہ معیار پر لانا ایک عظیم کارنامہ ہے

### یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک باہمت، بلند حوصلہ اور نہایت اہل پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے

#### تعلیم الاسلام کالج کے کنووکیشن میں محترم پروفیسر سراج الدین کا خطبہ اسناد

ربوہ ۵ جون۔ صوبائی محکمہ تعلیم کے سکرٹری محترم پروفیسر سراج الدین صاحب نے کل یہاں تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس امر پر زور دیا۔ کہ سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسان کو بے پناہ طاقت عطا کر دی ہے۔ اور انسان نے ابتک انسانوں ہی کے خلاف اس طاقت کو استعمال کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ زمانہ حقیقی جنت کے سراب میں کھونے سے نہیں بلکہ خالق حقیقی کی صحیح رنگ میں اطاعت اور اس کے کاز محبت کے ذریعہ ہی انسانیت کو تباہی سے بچایا جا سکتا ہے۔

خطبہ کے آغاز میں آپ نے تعلیم الاسلام کالج ایسے عظیم اور معیاری ادارہ کو کامیابی سے چلانے کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ اور کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ آپ نے فرمایا خالصۃً ذاتی عزم و کوشش کے نتیجہ میں ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج جیسی درسگاہ کو قائم کر دکھانا اور پھر اسے پروان چڑھا کر اسے موجودہ معیار پر لانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ یہ تعلیم الاسلام کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے۔ جو ایمان و یقین، خلوص و دیانت اور بلند کرداری کے اعلےٰ اوصاف سے مالا مال ہے۔ نیز فرمایا کہ آج ہم کو ایسے ہی باہمت، بلند حوصلہ اور اہل انسانوں کی ضرورت ہے۔

محترم پرنسپل، ممبران سٹاف، طلباء اور دیگر حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے محترم پروفیسر سراج الدین نے فرمایا۔ اس عظیم ادارہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں صدارت کے فرائض سرانجام دینے سے متعلق میرے نام آپ کے پرنسپل صاحب کا لطف آمیز دعوت نامہ میرے لئے عزت افزائی کا موجب ہوا ہے۔ گو چند کہ اس موقعہ پر مجھے پہلی بار تعلیم الاسلام کالج کی حدود میں قدم رکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں اور ان تمام لوگوں کے دلوں میں جو اس صوبے میں تعلیم سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہیں محبت کا ایک خاص مقام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعلیم الاسلام کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں [illegible] کی محنت اور محبت و شفقت کا ثمر ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام جو اس کالج کے بانی ہیں۔ اور ان کے لائق و فائق فرزند پرنسپل مرزا ناصر احمد صاحب سے ہے۔ وہ اپنے مشہور و معروف خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقت کی روح اور ایک ایسے جذبہ و جوش کے ساتھ چلا رہے ہیں جو دوسرے ممالک میں بھی شاذ ہی نظر آتا ہے۔ جب میں اس کالج پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے انگلستان اور امریکہ میں علم کی ترویج اور اس کے فروغ کے متعلق انسانوں کے وہ عظیم محسن یاد آئے بغیر نہیں رہتے جنہوں نے خدا کی تقدیس اور بنی نوع انسان کی خدمت کی نیت سے آکسفورڈ، کیمبرج اور ہارورڈ میں کالج قائم کئے

(باقی دیکھیں صفحہ ۴ پر)

## تعلیم الاسلام کالج میں تقسیم اسناد و انعامات

### کی سادہ پُروقار اور مؤثر تقریب

ربوہ۔ مورخہ ۴ جون۔ بروز اتوار تعلیم الاسلام کالج کے وسیع و عریض ہال میں تقسیم اسناد و انعامات کی تقریب نہایت سادہ اور پُروقار طریق پر عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر کالج کے پرنسپل محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن) نے بی۔ایس سی اور بی۔اے کے یونیورسٹی امتحانات میں گزشتہ سال کامیاب ہونے والے طلباء کو اسناد عطا کیں۔ صوبائی محکمہ تعلیم کے سکرٹری محترم پروفیسر سراج الدین نے خطبہ اسناد پڑھا جس میں طلباء کو بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ کالج کی روایات کے مطابق اس تقریب کی تمام کارروائی اردو میں انجام دی گئی۔

جلسہ تقسیم اسناد و انعامات میں طلباء کالج کے علاوہ بعض بزرگان سلسلہ، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء، حضرات افسران [illegible] اور بعض دیگر احباب بھی شریک ہوئے۔ محترم شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور، محترم آغا عبداللطیف صاحب پرنسپل گورنمنٹ ایگریکلچرل کالج لائل پور، خان عبدالعلی خان صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا، ڈاکٹر رانا نصر اللہ، احسان الٰہی صاحب پرنسپل میڈیکل کالج لائل پور اور ڈاکٹر [illegible] اے وہاب کاٹن ریسرچ [illegible] حکومت پاکستان نے بھی شرکت فرمائی۔

½۱۱ بجے محترم پروفیسر سراج الدین، محترم پرنسپل صاحب اور اساتذہ کالج کے مسند آرا ہونے پر پہلے جلسہ تقسیم اسناد کی کارروائی شروع ہوئی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعد ازاں محترم پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم۔ایس سی نے علی الترتیب بی۔ایس سی اور بی۔اے کے امیدواروں کو محترم پرنسپل صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہیں آپ نے اسناد عطا فرمائیں۔ بعدہٗ محترم پرنسپل صاحب کی درخواست پر محترم پروفیسر سراج الدین نے خطبہ اسناد ارشاد فرمایا۔ جلسہ تقسیم اسناد کے معاً بعد محترم پروفیسر سراج الدین کی زیر صدارت جلسہ تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے کالج کی سالانہ کارگزاری پر مشتمل رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں صاحب صدر نے تعلیمی اور دیگر مقابلہ جات میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل [illegible] ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۶ جون ۶۱ء

# دُنیا سے مسیحیت کے قدم اُکھڑ رہے ہیں

پچھلے دنوں یہ شور اٹھا تھا کہ پاکستان میں عیسائیت بڑھ رہی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے عیسائیت کے قدم اکھڑ رہے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول تھے آپ نے اللہ تعالےٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا پیغام یہودیوں کو پہنچایا کیونکہ آپ صرف یہودیوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور غیر قوموں سے آپ کو کوئی غرض نہیں تھی۔ چنانچہ موجودہ اناجیل اربعہ سے بھی ثابت ہے کہ آپ یہودیوں کے سوا کسی دوسری قوم کی راہنمائی کے لئے نہیں آئے تھے۔ آپ کی داستان جو خود اناجیل اربعہ سے بھی واضح ہوتی ہے یہی ہے کہ آپکی قوم نے آپ کے پیغام کو رد کر دیا۔ اور بہت تھوڑے لوگ آپ کے شاگردوں میں داخل ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے اس وقت فلسطین پر جہاں آپ مبعوث ہوئے تھے رومیوں کی حکومت تھی اور یہودی براہ راست آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اس لئے جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی قومیں کرتی آئی ہیں۔ یہودیوں نے آپ کے خلاف دو طرف سے حملہ کیا۔ یہودی عوام نے تو یہ کہا کہ یہ فقیر اور گدا یہودیوں کا وہ شاہزادہ نبی نہیں ہوسکتا جس کی صحفِ مقدسہ میں خبر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ تو فوجیں ہونی چاہئیں تھیں مگر اس کو تو رات بسرا کرنے کے لئے بھی جگہ نہیں ہے یہ ہمارا بادشاہ کس طرح ہوسکتا ہے اور ہم کو رومیوں کی غلامی سے کس طرح آزاد کرا سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسکے ٹھٹھے اڑاتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس کو قتل کر دیں تاکہ جھگڑا یوں نمٹ جائے۔

دوسری طرف یہودیوں نے پیلاطوس سے جو رومی قیصر کی طرف سے فلسطین کا گورنر تھا یہ شکایتیں کرنی شروع کیں کہ یہ شخص حکومت کا باغی ہے اور چاہتا ہے کہ رومیوں کو نکال کر خود ملک پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے برخلاف کیس بنانے کے لئے کئی چالیں چلیں ایک دفعہ جب آپ ایک مجمع میں تقریر کر رہے تھے تو یہودیوں کے ایک وفد کے سربراہ نے آپ سے سوال کیا کہ ہم خراج کس کو ادا کریں تم کو یا قیصر روم کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان کا مطلب سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے سکّہ دکھاؤ۔ چنانچہ آپ نے پوچھا اس پر کس کی تصویر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ قیصر کی۔ آپ نے فرمایا کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا تعالیٰ کا ہے وہ خدا تعالیٰ کو دو۔

جب یہودیوں کی یہ چال بھی نہ چلی تو انہوں نے پیلاطوس پر زور دیا کہ وہ آپ کو صلیب پر چڑھائے۔ مگر چونکہ آپکے خلاف حکومت کی مخالفت کا کوئی ثبوت نہ تھا اس لئے پیلاطوس نے انکار کر دیا تاہم ان کے زور دینے پر اس نے ان کو اجازت دیدی کہ وہ خود جس طرح چاہیں اس سے سلوک کریں۔ چنانچہ جب یہودیوں نے آپ کو گرفتار کرکے پیلاطوس کے پاس پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ اسکو صلیب دی جائے تو پیلاطوس نے جو اس کو بے گناہ سمجھتا تھا صاف صاف کہہ دیا کہ میں اس کے خون سے ہاتھ دھوتا ہوں چنانچہ اس نے پانی منگوا کر عملاً ایسا کیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پیلاطوس کی بیوی نے اس کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ اس شخص کے معاملہ سے کچھ تعلق نہ رکھے کیونکہ اس کی وجہ سے اسے خواب میں تکلیف دی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اناجیل اربعہ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ حکومت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دینے کے حق میں نہ تھی مزید برآں یہ کہ کئی بڑے بڑے یہودی آپکو بے گناہ سمجھتے تھے بلکہ در پردہ آپ پر ایمان لا چکے تھے مگر فریسیوں کے خوف سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اناجیل کے مطالعہ سے یہی تاثر ہوتا ہے کہ حکومت اور آپکے در پردہ شاگرد یہودی افسر آپکو صلیب دئے جانے کے حق میں نہیں تھے اور وہ جہاں تک بس چلے آپ کو بچانا چاہتے تھے مگر وہ ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا ایسا نہ کر سکتے تھے یہاں تک کہ فریسیوں نے جو آپ کو صلیب دینا چاہتے تھے پیلاطوس کی ہچکچاہٹ دیکھ کر اسکو بھی دھمکی دی کہ وہ اس کی شکایت قیصر سے کریں گے۔

اتفاق سے جس دن آپ کو صلیب دیا جانا تھا اس کے دوسرے دن یہودیوں کا بڑا تہوار تھا اور یہودی شریعت کے مطابق کوئی صلیب پر رات بھر نہیں رہ سکتا تھا اس لئے آپ کو جب صلیب پر چڑھایا گیا تو جلد ہی اتار لیا گیا اور آپ کی ہڈیاں بھی نہ توڑی گئیں جیسا کہ قاعدہ تھا۔ آپ کے پہلو میں نیزہ چبھویا گیا جہاں سے تازہ خون بہہ نکلا۔ ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی تھی پھر آپ کے در پردہ شاگردوں نے جلدی سے آپ کی (بظاہر) لاش کو قبر میں پہنچا دیا جو ایک غار کی قسم کی تھی۔

یہ باتیں اناجیل اربعہ سے ثابت ہیں کہیں باہر سے نہیں لی گئیں۔ اناجیل کا ہی بیان ہے کہ جب بقول ان کے آپ تین دن کے بعد "جی اُٹھے" تو قبر کو خالی پایا گیا اور آپ کے شاگردوں کے پاس بعض عورتوں نے شہادت دی کہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہے مگر اسکے بعد جو واقعات آپ کے متعلق اناجیل میں ملتے ہیں وہ نہایت رازدارانہ انداز رکھتے ہیں آپ اپنے شاگردوں سے ملتے رہے لیکن کسی غیر کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہونے دی آپ نے ایک شاگرد کو اپنے زخم بھی دکھائے۔ مندرجہ ذیل حقائق اناجیل اربعہ سے واضح ہیں۔

۱۔ حکومت آپ کو بچانا چاہتی ہے۔
۲۔ کم سے کم ایک بڑا یہودی افسر آپکا در پردہ معتقد ہے اور اس نے اس تمام معاملہ میں اناجیل کے بیان کے مطابق بڑا اہم پارٹ ادا کیا۔
۳۔ آپ صرف دو تین گھنٹے صلیب پر رہے حالانکہ عام طور پر دو دو تین تین دن تک جان نہیں نکلتی تھی۔
۴۔ آپ کی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔
۵۔ آپ کے پہلو سے تازہ خون بہا۔
۶۔ آپ کے شاگرد نے فوراً آپ کی (بظاہر) لاش کو اٹھوا لیا اور ایک غار جیسی قبر میں رکھا۔
۷۔ آپ صلیب کے بعد عام لوگوں سے بچ کر مخفی طور پر اپنے شاگردوں سے ملتے رہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف چند رازدار شاگرد ہی حقیقت سے واقف تھے۔
۸۔ مشہور کیا گیا کہ آپ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ (نئی تحقیق یہ ہے کہ یہ بات الحاقی ہے)

یہ تو چند موٹی موٹی باتیں ہیں جو اناجیل اربعہ سے ثابت ہوتی ہیں انہی اناجیل سے اور بھی شہادت مل سکتی ہے جس کو طوالت کی وجہ سے ہم چھوڑتے ہیں۔ اگر ان آٹھ باتوں پر ہی غور کیا جائے تو ایک سمجھدار انسان اس سے یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی جیسا کہ قرآن کریم نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ:-

ما قتلوہ وما صلبوہ
ولاکن شبّہ لھم
(نساء ۱۵۸)

یعنی یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کر سکے اور نہ صلیب دے سکے لیکن وہ ان کے لئے مقتول کے مشابہ بنائے گئے۔

وما قتلوہ یقیناً

اور قتل تو انہوں نے یقیناً نہیں کیا دوبارہ "ما قتلوہ یقیناً" کا قرآن کریم میں آنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کو صلیب پر تو ضرور چڑھایا گیا تھا مگر آپ صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے ورنہ یقین کے ساتھ ما قتلوہ کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

کوئی جج جو اناجیل کے بیان اور قرآن کریم کے فیصلہ پر غور کرے گا وہ یہی فیصلہ دے گا کہ قرآن کریم کا فیصلہ صحیح ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں ناکام رہے۔ صرف اتنا اختلاف ہے کہ بعض یہ مانتے ہیں کہ آپ کو صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھا لیا اور بعض یہ مانتے ہیں کہ صلیب پر تو چڑھایا گیا تھا مگر وہ وفات پانے سے پہلے ہی اتار لئے گئے تھے اور علاج معالجہ سے تندرست ہو گئے تھے۔

اناجیل میں صلیب کے واقعہ کے بعد کے جو پر اسرار واقعات دئے گئے ہیں ان سے بھی آخرالذکر خیال کی تائید ہوتی ہے یہودی آپ کے سخت دشمن تھے اگر آپ پھر گرفتار ہو جاتے تو یقیناً آپکو دوبارہ صلیب پر کسا جاتا اور پھر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے دشمنوں ہی میں آپ کے خیر خواہ پیدا کر دئے تھے۔ جنہوں نے اعجازی طور پر آپ کو تورات کی بیان کردہ (نعوذ باللہ) لعنتی موت سے بچا لیا۔

یہ ایک سیدھا سا نتیجہ ہے جو اناجیل ہی کے بیانات سے برآمد ہوتا ہے۔ مگر بعد میں بت پرستوں کی دیومالا کے زیر اثر اس واقعہ کو موجودہ عیسائیت کی بنیاد بنا لیا گیا۔ اور اس طرح حقیقت کو بت پرستانہ تخیلات کے پردوں سے ایسا ڈھانک دیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول کی بجائے رومن اور یورپی بت پرستی کا ایک خداوند بن کر رہ گئے ہیں

(باقی صفحہ پر)

### ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

# ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں

اور

# ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں

## فرمودہ ۱۴ر جنوری ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ؛

فرمایا ہمارے کالجوں سکولوں اور عربی مدارس کے بہت سے طلباء یہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور واقفین کا بھی ایک معتد بہ حصہ موجود ہے۔ آج میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں اپنے اوقات کو

**زیادہ سے زیادہ کارآمد**

بنانا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ کی ضروریات جلد جلد ترقی کر رہی ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھیں اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔ ہر شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ایسے رنگ میں صرف کرے کہ جب وہ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے لگے۔ تو اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے اس کا سر ندامت اور شرمندگی سے جھکا ہوا نہ ہو۔ بلکہ اسے فخر ہو کہ میں نے اپنی زندگی کو دین کے کاموں میں لگائے رکھا۔ اور اب میں ان تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر عائد کی گئی تھیں

**اپنے رب کے دربار میں**

حاضر ہو رہا ہوں۔ ساتھ ہی ایسے انسان کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی دی ہوئی بے شمار چیزوں میں سے کچھ خرچ کرتا ہے۔ کسی قسم کا گھمنڈ اور تکبر بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ خدا تعالیٰ کے راہ میں لگاتا ہے۔ وہ اس کے اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اس کے اپنے ہاتھ کا پیدا کیا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اس کی اپنی کسی طاقت کا کرشمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سب کچھ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اسے عطا ہوتا ہے۔ اور اس عطا میں سے اگر وہ کچھ اپنے عطا کنندہ کی راہ میں خرچ بھی کر دیتا ہے۔ تو اس پر گھمنڈ کیسا؟ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے

**انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے**

ہر قسم کی نعمتوں سے اسے نوازا ہے۔ اور اس کی بقا کے لئے اس نے اتنے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ کوئی شخص اگر ساری عمر قلم اور دوات لے کر ان کا شمار کرتا رہے۔ تو اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے انعامات اور افضال ایسے غیر محدود ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ آدم سے لے کر اس وقت تک کی ایک لمبی اور مسلسل تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ گو اس کا کچھ حصہ پوشیدہ بھی ہے لیکن جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو مختلف راستوں اور گھاٹیوں سے گزارتا ہوا یہاں تک لایا۔ اور موجودہ آثار کو دیکھتے ہوئے تو ہم یہ

**اندازہ لگانے سے بھی قاصر ہیں**

---

### کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟

”یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں۔ وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دیں تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس اللّٰہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے۔ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس جگہ اسلم وجھہ للہ کے معنے یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہنکر آستانہ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔“

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم)

---

کہ آئندہ یہ انسان کی بلندیوں تک پہونچیگی اگر جانداروں کی تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو انسان اس دنیا پر بسنے والے جانداروں کا اربواں حصہ بھی نہیں۔ برسات کے موسم میں ایک ایک بستی میں کروڑوں اربوں کیڑے نکل آتے ہیں۔ پھر ہر بستی میں لاکھوں کروڑوں کے حساب سے دیمک کے کیڑے ہوتے ہیں دنیا میں جہاں کہیں بستیوں کے پاس یا جنگلوں میں پانی ہوتا ہے۔ اس پر کروڑوں اربوں بلکہ کھربوں کے حساب سے مچھر ہوتا ہے۔ اور پہاڑی علاقوں میں خصوصیت کے ساتھ مچھروں کی اتنی کثرت ہوتی ہے۔ جس کی حد ہی نہیں۔

**میں ایک دفعہ کشمیر گیا**

ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وقت میری عمر کوئی بیس سال کے قریب ہوگی۔ میرے ساتھ میاں بشیر احمد صاحب تھے۔ ان کی عمر ۱۴ سال کے قریب ہوگی۔ ساتھ ہی میر اسحٰق صاحب مرحوم تھے۔ ان کی عمر اٹھارہ سال کے قریب تھی۔ ہم چونکہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اس جگہ تک پہونچے تھے۔ اس لئے بہت تھک گئے۔ اور اس تھکان کی وجہ سے سو گئے۔ مجھ پر تو نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ مجھ سے اگر کوئی شخص سوال کرتا تھا۔ تو میں سوتے ہوئے ہی اس کا الٹ پلٹ جواب دے دیتا تھا ہم باقاعدہ بستروں پر نہیں لیٹے تھے۔ بلکہ بیٹھے بیٹھے سو رہے تھے۔ میرے سامنے ہمارا میزبان بیٹھا تھا جب میں جاگا۔ تو میرے اور میزبان کے درمیان اتنا مچھر تھا۔ کہ مجھے اس کی شکل ہی نظر نہ آ سکی اس کے علاوہ دنیا میں اور ہزاروں بلکہ

**لاکھوں قسم کے کیڑے مکوڑے**

اور دوسری جاندار چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ کہ انسان کی تعداد ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ پھر جب اس دنیا کے مقابلہ میں دوسری دنیاؤں کو دیکھا جائے جو طبقات میں ہیں۔ تو اس دنیا کی ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔ اگر باقی تمام دنیاؤں کو اکٹھا کیا جائے۔ اور اس کے اوپر اس زمین کو جس پر کہ ہم چلتے پھرتے ہیں رکھ دیا جائے تو یہ ایسی ہی معلوم ہوگی جیسے اس زمین پر بیٹھی ہوئی ایک مکھی۔ اس زمین میں بھی انسان کی یہ حیثیت ہے کہ باقی جانداروں کے مقابلہ میں اس کی تعداد کو دور کی بھی نسبت نہیں۔ مگر دنیا کے باقی تمام جانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں پیدا کیا۔ جتنی کہ انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں مگر

**اس قدر انعامات ملنے کے باوجود**

انسان اپنے فعل کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ ایک لوہار اپنے پیشے سے شہرت حاصل کرتا ہے حالانکہ وہ اپنے پیشے میں جس قدر چیزیں استعمال کرتا ہے وہ سب خدا تعالیٰ کی عطا ہوتی ہیں لوہے کو خدا نے پہلے سے بنا رکھا ہے۔ کوئلہ اس نے پہلے سے پیدا کر رکھا ہے۔ ہتھوڑے جن سے وہ کوٹتا ہے وہ خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ آگ جس سے وہ لوہے کو گرم کرتا ہے خدا کی پیدا کردہ ہے۔ اعصاب جن سے وہ کام لیتا ہے خدا کے عطا کردہ ہیں غرض جتنی چیزوں سے وہ کام لیتا ہے سب خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں اس کا اپنا کیا ہوتا ہے؟ اس کا اپنا صرف ارادہ ہی ہوتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔

## نماز کے الفاظ

خدا تعالیٰ کے تجویز کردہ ہیں۔ جس جگہ وہ ان الفاظ کو محفوظ رکھتا ہے یعنی دماغ وہ بھی خدا نے بنایا ہے۔ وہ رکوع کرتا ہے یا سجدہ کرتا ہے یا قیام کرتا ہے تو اس کے لئے جتنی قوتوں سے کام لیتا ہے سب خدا کی طرف سے ہیں اس کا اپنا صرف ارادہ ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللّٰہ خلقکم وما تعملون (سورۃ صافات آیت ۹۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو بھی اس کے معنے یہی ہیں کہ انسان حال یا مستقبل کے متعلق صرف ارادہ ہی کرتا ہے باقی سب خدا کا کام ہے یہ ایک

## چھوٹی سی بات

ہے اگر اس پر بھی انسان غفلت سے کام لے تو اس جیسا ناشکرا کون ہو سکتا ہے۔ کیونکہ باقی کام تو سب اللہ تعالیٰ سرانجام دیتا ہے۔ اگر انسان ارادہ بھی نہ کرے تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہو گی۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں پیدا کر دی ہیں اور اس کی زندگی کے لئے کیا کیا نظام بنا رکھے ہیں۔ آسمان پر چاند تارے اور سورج ہزاروں اور لاکھوں میل کے فاصلہ پر ہیں۔ مگر وہ انسان کی خاطر رات دن اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ زمین الگ اس انسان کی خاطر اپنے کام میں لگی ہوئی ہے انسان تھوڑا سا بیج ڈال کر گھر چلا جاتا ہے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اس چند سیر بیج کے بدلے

## ہزار من غلہ

وہ اپنے گھر لے جاتا ہے۔ وہ اپنے گھر آرام سے سویا ہوتا ہے اور زمین اس کے کام میں لگی ہوئی ہوتی ہے اور اس کے لئے غلہ اگا رہی ہوتی ہے سبزی اگا رہی ہوتی ہے اور انواع و اقسام کے پھل اور پھول پیدا کر رہی ہے۔ ہوا اپنا کام کرتی ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق اگا اگایا اور پکا پکایا پھل اسے مل جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم پر نگاہ ڈالو کان ایک چھوٹی سی چیز ہے یہ بھی خدا کی عطا ہے۔ ہوا کی لہریں جن کے ذریعے سے ان میں آواز پہنچتی ہے وہ بھی خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ گلے کے پردے جن میں سے آواز نکلتی ہے وہ بھی خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ایک اچھا گویا انہی پردوں کے ذریعہ سے گاتا ہے جو خدا نے دیئے ہیں مگر

## لوگ کہتے ہیں

فلاں گویا کتنا اچھا گاتا ہے۔ یا لوگ کہتے ہیں فلاں شخص کا حافظہ بڑا تیز ہے۔ مگر اس کے حافظے والی جگہ یعنی دماغ بھی خدا نے بنایا ہے دماغ کے اندر جو CELL ہوتے ہیں وہ بھی خدا نے بنائے ہیں۔ پس انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو صرف ارادہ کرتا ہے۔ باقی سب کچھ خدا کی عطا کردہ طاقتوں سے کرتا ہے چنانچہ کسی کا زکوٰۃ دینا بھی صرف ارادے کا نام ہے ورنہ زکوٰۃ کا روپیہ خدا کا دیا ہوا ہوتا ہے پھر جن طاقتوں سے اس نے روپیہ کمایا تھا وہ بھی خدا کی دی ہوئی تھیں۔ جس مال سے اس نے زکوٰۃ دی تھی وہ بھی خدا کا دیا ہوا تھا پھیر

## انسان روزہ رکھتا ہے

اس میں اس کا اپنا کیا ہے۔ اگر خدا نے اس کے اندر اتنی طاقت نہ رکھی ہوتی کہ وہ دس بارہ یا پندرہ گھنٹے بھوکا رہ سکے تو کیا وہ روزہ رکھ سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ پس انسان اگر روزے کی حالت میں نہیں کھاتا تو یہ بھی خدا کی دی ہوئی طاقت سے برداشت کر لیتا ہے۔ ورنہ اگر اس کے اندر بھوک کو برداشت کرنے کی طاقت نہ ہوتی تو وہ روزہ کیسے رکھ سکتا تھا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں سب کچھ خدا ہی کا ہے اور بندہ جو کچھ کرتا ہے اسی کی دی ہوئی طاقتوں کے استعمال سے کرتا ہے۔ لیکن اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رستے میں بڑی قربانی کی ہے اس کو

## انعام ملنا چاہیے

اور انعام بھی وہ دیتا ہے جو لازوال ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے عطاءً غیر مجذوذ (سورہ ھود آیت ۱۰۹) یعنی وہ ایسی عطا ہو گی جو کبھی کاٹی نہیں جائے گی پھر فرماتا ہے لھم فیھا ما یشاءون (نحل آیت ۳۲) وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو ملے گا۔ اب دیکھو انسان کی کیفیت تو یہ ہے کہ جو مانگے سو ملے۔ زمانہ وہ عطا کیا گیا ہے جو کبھی ختم نہ ہو اور جائے رہائش وہ ہے جس کی لمبائی۔ چوڑائی اور اونچائی کی حد ہی نہیں گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب مراتب غیر محدود عطا فرمائے یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ انسان خدا تعالیٰ کا نائب بن گیا۔ بعض نادان اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ ایسی صورت میں انسان میں اور خدا میں فرق کیا رہ گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ایک نوجوان کسی بچے کو اپنی گود میں اٹھا کر دوڑتا ہے تو جو فرق اس نوجوان اور بچے میں ہوتا ہے وہی

## خدا اور انسان

میں بھی ہے۔ بظاہر تو بچے نے بھی اتنا ہی راستہ طے کیا ہوتا ہے جتنا کہ نوجوان نے۔ مگر بچہ تو اس کی گود میں چڑھ کر دوڑا اور نوجوان اپنی ٹانگوں پر اپنی قوت سے دوڑا۔ زیادہ تر آریہ اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں کہ اگر جنت میں انسان کی یہ حالت ہو گی تو خدا اور اس میں کیا فرق رہ گیا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ گھوڑا اور سوار ایک ہی وقت میں ایک ہی راستے پر اپنی منزل طے کرتے ہیں۔ مگر سوار گھوڑے کے سہارے پہنچتا ہے اور گھوڑا اپنی طاقت کو استعمال کر کے پہنچتا ہے اسی طرح

## ہوائی جہاز پر سفر کرنے والا

یہاں سے دو تین گھنٹوں میں کلکتہ پہنچ جاتا ہے ایسی صورت میں کیا کوئی انسان کو ہوائی جہاز کہہ سکتا ہے؟ بے شک انسان ہوائی جہاز پر سفر کر کے انہی ہوائی رستوں سے گذرتا ہوا اور انہی شہروں اور دیہات پر سے پرواز کرتا ہوا کلکتہ پہنچا جن پر سفر کر کے ہوائی جہاز پہنچا تھا۔ مگر انسان ہوائی جہاز نہیں کہلا سکتا پھر دیکھو سورج میں بھی گرمی ہے اور آگ میں بھی گرمی ہے۔ لیکن آگ کے اندر لکڑیاں ڈالتے جاؤ تو جلتی رہے گی ورنہ بجھ جائے گی

## زرتشتی لوگ

آگ کو زندہ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے آتشکدوں کو بجھنے نہیں دیتے اور ان کے بعض آتشکدوں میں ہزار سال سے متواتر آگ جلتی آ رہی ہے مگر اس آگ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ ختم ہونے لگتی ہے تو وہ اور ایندھن ڈال دیتے ہیں جب وہ جل چکتا ہے تو نیا ڈال دیتے ہیں مگر سورج کو دیکھو وہ اپنے آپ خدائی نظام کے ماتحت بغیر کسی انسانی کوشش کے چل رہا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی زندگی عطا کر دی ہے کہ بعض لوگوں کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ انسان اور خدا میں کیا فرق رہ گیا مگر

## اتنا بڑا انعام

خدا نے صرف انسان کے ارادہ کی وجہ سے اسے عطا کیا ہے۔ انسان جب نماز پڑھتا ہے تو اس کا اپنا صرف ارادہ ہی ہوتا ہے۔ انسان جب روزہ رکھتا ہے تو اس کا اپنا صرف ارادہ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب حج کرتا ہے یا اور کوئی کام کرتا ہے تو اس کا اپنا صرف ارادہ ہی ہوتا ہے اور باقی سارا کام خدا خود کرتا ہے۔ جیسے ایک چھوٹے بچے کے ہاتھ میں قلم پکڑا دو اور اس کا باپ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کاغذ یا تختی پر لکھتا ہے تو حروف بن جاتے ہیں جس سے بچہ

## بڑا خوش ہوتا ہے

کہ میں نے حروف لکھ لئے حالانکہ بچے نے اپنے آپ کچھ بھی نہیں لکھا ہوتا۔ اس نے تو جو کچھ کیا وہ اپنے باپ کی مدد سے کیا۔ اگر اس کا باپ اس کے ہاتھ کو نہ پکڑتا تو وہ کیسے لکھ سکتا تھا۔ اسی طرح بعض اوقات انسان بھی اپنی بڑائی بیان کرنے لگ جاتا ہے اور ڈینگیں مارتا ہے کہ میں وہ شخص ہوں جس نے فلاں معرکہ سر کیا۔ میں وہ شخص ہوں جس نے فلاسفی یا حکمت کی فلاں کتاب لکھی اور میں وہ شخص ہوں جس نے فلاں بہادری کا کام کیا۔ حالانکہ کوئی اس سے پوچھے کہ تو نے کیا کیا؟ تو نے تو

## صرف ارادہ

ہی کیا تھا۔ باقی قوتیں تو خدا تعالیٰ نے ہی تمہیں عطا کیں۔ اگر خدا تمہارے اندر یہ طاقت نہ رکھتا تو تم لڑائی کیسے لڑ سکتے تھے۔ کتاب کیسے لکھ سکتے تھے اور بہادری کیسے کر سکتے تھے؟ تم نے تو صرف ارادہ کیا اور اس پر اتنی شیخی بگھار رہے ہو۔ (باقی)

---

## درخواست دعا

میری والدہ محترمہ سیر کے لئے باہر جا رہی تھیں کہ راستے میں کار کو یکدم بریک لگانے کی وجہ سے وہ سیٹ سے نیچے گر پڑیں اس کے بعد سے ان کی طبیعت بہت خراب ہے۔ احباب کرام سے والدہ صاحبہ محترمہ کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ملک منصور احمد اسسٹنٹ اسسٹنٹ کمشنر کراچی

---

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے

# مشرقی افریقہ کے علاقے کسموں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت

## نو سو میل کا تبلیغی سفر۔ وسیع پیمانے پر اسلامی لٹریچر کی تقسیم۔ پادریوں سے تبادلہ خیالات

## چھ افریقی باشندوں کا قبول اسلام۔ سہ ماہی رپورٹ بابت جنوری تا مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

(مکرم حافظ محمد سلیمان صاحب مبلغ مشرقی افریقہ مقیم کسموں)

بتوسط وکالت تبشیر ربوہ

(قسط نمبر ۲)

خاک ر دو دن نکوار رہا وہاں ۱۰۰ مختلف افراد تک پیغام حق پہنچایا اور ۵۰ پمفلٹ اور کتب تقسیم کیں۔

اسی سفر میں جانوروں کو ذبح کرنے کا ایک عجیب طریق دیکھا۔ یہ لوگ جانور کو یکدم ذبح نہیں کرتے بلکہ پہلے گردن کے جبڑے کو تھوڑا سا چیرا دے کر وہاں خون کے جمع ہونے کی جگہ بناتے ہیں۔ پھر جانور کی رگوں کو آہستہ آہستہ کاٹتے ہیں تا خون زمین پر گر کر ضائع نہ ہو۔ جتنا جتنا خون نکلتا ہے اس کو ایک برتن میں ڈالتے رہتے ہیں پھر اسے فروخت کرتے ہیں۔ اس طریق سے جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور آسانی سے جان نہیں نکلتی۔ اس ضمن میں ذبح کرنے والے کو جو مسلمان تھا سمجھایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے طریق سے جانور کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر اس علاقہ کے چیف سے مل کر ساری حقیقت بتائی اس نے کہا میں آئندہ اس بات کا خیال رکھوں گا۔

### رمضان المبارک

مکرم رئیس التبلیغ صاحب نے رمضان المبارک میں نیروبی پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں نیروبی پہنچا۔ وہاں روزانہ صبح کی نماز کے بعد حدیث کا درس دیتا رہا۔ لجنہ اماء اللہ میں قرآن کریم کا درس دیا اور نماز تراویح میں بھی قرآن پاک ختم کیا رمضان کے آخری نصف میں سلسلہ کا لٹریچر بھی وہاں میں فروخت کرتا رہا۔ تقریباً ۱۵۰ شلنگ کا لٹریچر فروخت کیا

### عید الفطر

عید کے موقعہ پر مکرم منیر الدین صاحب اور برادرم حمیدی صاحب اور خاکسار وہاں سے قیدیوں کے پاس گئے اور ان کے لئے مٹھائی خرید کر لے گئے۔ وہاں مختلف قیدیوں کو عید کی مبارک دی اور مٹھائی پیش کی اور آخر میں مختصر سی تقریر میں عید کے فلسفہ اور عید کی خوشی پر بعض باتیں ان کو سنائیں۔

### ایک نو مسلم یورپین اور ایک ہندو سے ملاقات

رمضان المبارک کے بعد کسموں واپس آتے ہوئے ایک ہفتہ نکورو میں مکرم محمد اکرم صاحب کے ہاں ٹھہرا۔ نیروبی سے بعض کتب لایا تھا ان کو وہاں کے مختلف لوگوں سے مل کر فروخت کیا۔ وہاں مسٹر ٹھاکر ملے جو یورپین سکول میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے مسلم مشنری دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایک دفعہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہسٹری کے لئے چند کتب کی ضرورت محسوس ہوئی تو مجھے ایک یورپین نے ایک کتاب دی جس پر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انتہائی نکتہ چینی کی ہوئی تھی۔ میں نے اسے پڑھنا بند کر دیا۔ اس خیال سے کہ جس ہستی کو اتنی دنیا اپنا روحانی پیشوا اور نجات دہندہ مانتی ہے اس کا کیریکٹر اتنا خراب نہیں ہو سکتا تو مجھے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو کسی مسلمان نے لکھی ہو۔ اس وقت میرے پاس "لائف آف محمدؐ" کتاب تھی وہ انہیں دی۔ انہوں نے تین دن میں پڑھ کر شکریہ سے واپس کی اور کہا کہ میں نے اس سے کچھ نوٹس لئے ہیں۔ اور اس میں کئی نئی باتیں پڑھیں

پھر ایک دن مکرم محمد اکرم صاحب سے معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں ایک یورپین نو مسلم ہے جو باہر رہ رہا ہے اپنے فارم میں رہتا ہے اور اسلام سے کافی دلچسپی رکھتا ہے۔ جس کا پتہ ابرگن سے معلوم ہوگا جو نکورو سے فاصلہ پر ہے۔ چنانچہ جب ابرگن پہنچا تو وہاں ایک شخص سے اس یورپین کے فارم کا پتہ لگا جو بیڑرو سے دو میل پر ہے چنانچہ وہاں سے بس لی اور دس میل کے بعد بس سے اتر کر اس کے گھر کو پیدل چل پڑا جب ایک میل گیا تو بارش کے آثار نظر آنے لگے بادلوں کو رکنے کا نشان نہ تھا جس سے بارش سے بچاؤ ہو سکے۔ کافی خطرناک راستہ تھا۔ آخر بارش شروع ہو گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا تیرے مسیح پاک کا پیغام پہنچانے جا رہا ہوں۔ تو صحیح راہنمائی فرما یا تو اس کے گھر پہنچ سکوں یا کہیں آرام سے زندگی گزار سکوں۔ چنانچہ اس کے بعد اچانک اس کا مکان نظر آیا۔ جونہی اس کے پاس گیا تو اس نے دور سے السلام علیکم کہا اور آگے بڑھ کر ملا۔ اس نے مجھے اس بارش میں پیدل آتے دیکھ کر حیرانی سے پوچھا کہ آپ کدھر سے آئے۔ میں نے کہا کہ میں احمدی مسلم مشنری ہوں مجھے نکورو سے آپ کا علم ہوا۔ پھر ابرگن جا کر آپ کے مکان کے متعلق پوچھا اور اب آپ کو ملنے کی خاطر سامان سمیت آیا ہوں۔ وہ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوا اور کہا میں چار سال سے اسلام کی سٹڈی کر رہا ہوں اور مجھے مسلم مشنری کی بہت ضرورت تھی جو مجھے عربی میں نماز کا پڑھنا اور پھر نماز پڑھنے کا طریق بتائے اور میں نے اسلام کی تمام جماعتوں اسنی شیعہ اسماعیلی سے ان کے مشنری کے متعلق پوچھا لیکن کسی جماعت کا مشنری آج تک نہیں دیکھا صرف آپ کو دیکھا ہے جو اس بارش میں پیدل چل کر میرے پاس آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نو دس سال سے یہی کام ایسٹ افریقہ میں کر رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے اپنی ایک بہت بڑی لائبریری دکھائی جس میں چار قرآن کریم انگلش میں مترجم تھے۔ کئی کتب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تھیں۔ ان کے علاوہ اسلام کا کافی لٹریچر اس کے پاس تھا۔ چنانچہ میں تین دن اس کے پاس ٹھہرا۔ اسے نماز عربی میں پڑھنی سکھائی۔ اور پنجوقت نماز با جماعت ادا کر کے نماز ادا کرنے کا طریق بتایا۔ اسی طرح اسلام کے کافی مسائل چھوٹے بڑے اسے بتاتے میرے پاس قاعدہ یسرنا القرآن تھا اس کے اسباق پڑھائے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق وہ پہلے پڑھ چکا تھا۔ اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ جماعت احمدیہ کی غرض و غایت بتائی۔ اس وقت جہاں جہاں بہانہ سے مشن کا کام کر رہے ہیں ان کے متعلق اس کو بتایا۔ اسلام کی بعض کتب اس کو دیں۔ تیسرے دن وہ مجھے نکورو لایا۔ مکرم اکرم صاحب نے اس کو چائے کی دعوت دی چنانچہ پانچ سے آٹھ بجے تک ہماری اسلام اور احمدیت کے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی

### کسموں میں کارگزاری

فجر کی نماز کے بعد درس حدیث دیتا رہا۔ بعد میں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتا رہا۔ ایک بچہ قرآن کریم حفظ کر رہا ہے اور آدھا پارہ حفظ کر لیا ہے۔ بس سٹینڈ پر جا کر مسافروں میں پمفلٹ اور کتب تقسیم کرتا رہا دن میں کسموں شہر کے مختلف حصوں ہوٹلوں اسٹیشن اور بازاروں میں باہر سے آنے والوں کو مل کر اسلام اور جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچاتا رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد عورتوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتا رہا۔ پہلا پارہ ختم ہو گیا ہے۔ کھانے کے بعد بچوں کو اسلامی کتب پڑھاتا رہا۔ اب کتاب تبلیغ ہدایت شروع ہے اسلام کی کتب کا سیٹ ختم کر لیا۔

اتوار کو افریقن کوارٹرز میں جا کر مختلف لوگوں کو اپنی کتب پڑھنے کو دیں اور پہلی کتب واپس لیں اور مختلف لوگوں کو زبانی تبلیغ کرتا رہا۔

دسمبر کے آخر میں جلسہ کے دنوں میں جماعت میں تحریک کر کے روزے رکھے۔ تہجد کی نماز با جماعت ادا کر کے سیدنا حضرت امیر المومنین کی صحت اور جلسہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔

**خلاصہ:۔** اس عرصہ میں چھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ ۵۰۰ شلنگ کا لٹریچر تقسیم کیا۔ نو سو میل کا سفر کیا۔ بیس افریقن کو کتب برائے مطالعہ دیں۔ بیس افراد مشن میں آئے ٭

# زعماء صاحبان انصار اللہ

## رپورٹ کارگذاری ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء بھجوائیں!

اکثر مجالس کی طرف سے ابھی تک رپورٹ کارگذاری بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء موصول نہیں ہوئی۔ زعماء و نظماء اضلاع اصحاب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء کی رپورٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

آئندہ کے لئے ازراہ کرم ایسا انتظام فرمائیں کہ ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک گزشتہ ماہ کی رپورٹ مرکز میں پہنچ جایا کرے۔ دینی کاموں کے سلسلہ میں مرکز کو آپ کی مساعی کا علم آپ کی رپورٹ بھجوانے سے ہی ہو سکتا ہے

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

# آہ میرے پیارے ابا جان

ممتاز اختر صاحبہ بیگم میجر محمد اسلم صاحب منہاس راولپنڈی

۱۷ مارچ بروز جمعہ والد محترم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ساکن محلہ دارالرحمت قادیان حال مقیم نواں کوٹ لاہور چند گھنٹے بیمار رہ کر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۷۶ سال کی تھی۔

محترم والد صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اسلام اور احمدیت کے ساتھ حقیقی عشق تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خاص عقیدت تھی۔ مہمان نوازی کا جذبہ اتنا تھا کہ کوئی بھی مہمان آجائے تو بڑے اہتمام سے اس کی ہر ضرورت کا خیال فرمایا کرتے تھے۔ ہمسایوں سے بہت نیک سلوک روا رکھتے تھے۔ کبھی کوئی ضرورت مند آجائے تو اس کی ضرورت کو کسی نہ کسی طریقہ سے ضرور پورا کر دیا کرتے تھے۔ سچ بولنا ان کا شیوہ تھا۔ چندوں کی باقاعدگی گویا ان کی گھٹی میں تھی۔ صوم صلوٰۃ کے پابند تھے۔ بیماری کے ایام میں نماز لیٹے لیٹے پڑھ لیا کرتے تھے اس رمضان میں بھی باوجود کمزوری کے چند روزے رکھ لئے۔

میری پیاری والدہ محترمہ ۱۹۵۱ء میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث ہم سب کو داغ مفارقت دے گئیں۔ ان کی اچانک وفات پر والد محترم کو بہت صدمہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد ان کو اپنے اکلوتے بیٹے کی وفات کا شدید صدمہ بھی دیکھنا پڑا۔ انہوں نے یہ عظیم صدمات بہت صبر سے برداشت کئے۔ اور بالآخر ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء کو ۷۶ سال کی عمر میں خود بھی عالم جاودانی کو سدھار گئے۔

میرے والد مرحوم کی وفات کا دن اور وقت نہایت ہی بابرکت تھا۔ یعنی رمضان شریف کا مہینہ۔ اس مہینے کے آخری جمعہ کا مبارک دن جمعہ کی اذان کا وقت جونہی اذان کا پہلا کلمہ کانوں میں پڑا وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے اپنے مالک حقیقی کے پاس حاضر ہو گئے۔ پھر ہم خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ اپنے مرکز میں مدفون ہوئے اور دونوں نیک روحوں کی خواہش پوری ہو گئی۔ الحمد للہ۔

بالآخر میں اپنے تمام بزرگوں۔ بہنوں اور بھائیوں سے التجا کرتی ہوں کہ میرے ابا جان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں نیز یہ کہ خدا تعالیٰ ہمیں صبر کی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## ضروری تصحیح

مورخہ ۱/۶/۶۱ کے الفضل میں وصیت نمبر ۱۵۹۴۲ کی آخری سطر میں غلطی سے شریف احمد بھٹی پسر حکیم روشن دینا لاہور چھپ گیا ہے۔ یہ دراصل روشن الدین لائل پور ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

## ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

# گوشوارہ جدید وصایا ضلع وار و علاقہ وار

(بابت سال ۶۰-۱۹۶۱ء)

سال زیر عنوان میں وصیت کی تحریک اس قدر تواتر اور شد و مد سے ہوئی ہے اور ایسے عام فہم اور دلنشین مضامین سے کی گئی ہے کہ خاکسار راقم الحروف کو یہ خیال ہو رہا تھا کہ امسال جدید وصایا کی تعداد انشاء اللہ تعالیٰ اتنی ہو گی کہ ان پر مناسب وقت میں کارروائی کرنا کارکنان متعلقہ کے لئے شاید وقت طلب ہو جائے گا۔ ایک تو تمام دفتری تحریکات تھیں۔ دوسرے بعض علماء کرام نے توجہ اور امداد فرمائی اور مسئلہ وصیت کی اہمیت کو مختلف عنوانوں کے ماتحت مضامین لکھ کر واضح کیا۔ تیسرے مجلس مشاورت کے ایام سعد میں تحریک وصیت کا خوب چرچا رہا۔ چوتھے حسب معمول "ہفتہ تحریک وصیت" منایا گیا۔ اور پانچویں یہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امراء و صدر صاحبان اور مربی صاحبان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام اپنے ایک خاص پیغام موصیوں کی تعداد بڑھانے اور اس طرح سلسلہ کی آمد میں اضافہ کرنے کے لئے کوشاں رہنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ ان ساری تگ و دو سے جو نتائج برآمد ہوئے وہ اس وقت پانسوچھ (۵۰۶) جدید وصایا کی تعداد میں بصورت ضلعوار گوشوارہ احباب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ضلعوار امرائے کرام اور مربی صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی مساعی کے نتائج پر خود بھی غور فرمالیں۔ میں اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ گوشوارہ کے اعداد و شمار اپنی کیفیت پر خود آپ ہی تبصرہ کر رہے ہیں۔

ہر ایک مربی سلسلہ اور ہر ایک امیر ضلع اور امیر علاقہ کو خوب اندازہ ہے اور اصولاً ہونا چاہئیے کہ ان کے علاقہ میں غیر موصی احباب کس قدر ہیں اور کتنے ہیں کہ ان کو تحریک وصیت پر لبیک کہنا چاہئیے تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضور کے پیغام کے مخاطب عہدیداران کی اکثریت نے الا ماشاء اللہ توجہ نہیں کی ورنہ نتائج کا دو چند بلکہ سہ چند کی تعداد تک پہنچ جانا کچھ بعید نہ تھا۔ تاہم جن احباب نے کم و بیش کوشش کی ان کے ہم کارکنان نظارت بہشتی مقبرہ ممنون ہیں اور جن احباب کو سال گذشتہ میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل اور حضور کی روحانی توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ

این سعادت بزور بازو نیست

تعداد وصایا سنہ ۶۰-۶۱ء ۵۰۶ — **گوشوارہ جدید وصایا** — تعداد وصایا سنہ ۵۹-۶۰ء ۳۶۲

| نمبر شمار | ضلع یا علاقہ | تعداد وصایا | نمبر شمار | ضلع یا علاقہ | تعداد وصایا |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ربوہ (مرکز) | ۸۰ | ۲۰ | پشاور | ۳ |
| ۲ | کراچی | ۱۳۵ | ۲۱ | بنوں | ۳ |
| ۳ | لاہور | ۳۹ | ۲۲ | سکھر | ۳ |
| ۴ | لائلپور | ۳۵ | ۲۳ | رحیم یار خاں | ۳ |
| ۵ | گوجرانوالہ | ۲۸ | ۲۴ | خیرپور | ۳ |
| ۶ | سیالکوٹ | ۲۳ | ۲۵ | منٹگمری | ۲ |
| ۷ | شیخوپورہ | ۱۸ | ۲۶ | میانوالی | ۲ |
| ۸ | سرگودھا | ۱۸ | ۲۷ | لاڑکانہ | ۲ |
| ۹ | جھنگ | ۱۵ | ۲۸ | مظفرگڑھ | ۱ |
| ۱۰ | راولپنڈی | ۱۵ | ۲۹ | ہزارہ | ۱ |
| ۱۱ | گجرات | ۱۲ | ۳۰ | کوہاٹ | ۱ |
| ۱۲ | تھرپارکر سندھ | ۱۰ | ۳۱ | ڈیرہ غازیخان | ۱ |
| ۱۳ | حیدرآباد | ۹ | ۳۲ | ڈیرہ اسمٰعیل خان | ۱ |
| ۱۴ | کیمبل پور | ۸ | ۳۳ | نواب شاہ | ۱ |
| ۱۵ | کوئٹہ | ۷ | ۳۴ | سانگھڑ | ۱ |
| ۱۶ | مردان | ۵ | ۳۵ | مشرقی پاکستان | ۱ |
| ۱۷ | ملتان | ۴ | ۳۶ | افریقہ | |
| ۱۸ | بہاولپور | ۴ | ۳۷ | سوات | |
| ۱۹ | جہلم | ۳ | ۳۸ | امریکہ | ۱ |

**تعداد وصایا:** مردوں کی ۲۷۲ — مستورات کی ۲۳۴

کچھ زیادہ فرق نہیں۔ مرد اگر بیدار نہ ہوئے تو سال رواں میں انشاء اللہ تعالیٰ مستورات سبقت لے جائیں گی۔

| معیار وصیت | ۱/۳ | ۱/۴ | ۱/۵ | ۱/۶ | ۱/۷ | ۱/۸ | ۱/۹ | ۱/۱۰ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مردوں کی وصایا | × | × | ۲ | × | × | ۱ | ۲ | ۲۶۷ |
| عورتوں کی وصایا | ۴ | ۱ | × | ۱ | × | ۳ | ۳ | ۲۲۲ |

قاضی عبدالرحمٰن
(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ)

# دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی کیپٹن شیخ عطاء اللہ صاحب ولد شیخ نورالدین صاحب تاجر مرحوم محلہ دارالفتوح قادیان) مورخہ ۱۶ مئی کو بمقام ڈھاکہ ۵ بجے شام بعارضہ قلب بیمار ہو کر ۹ بجے شب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی اچانک اور غیر متوقع وفات ہمارے لئے شدید صدمہ کا باعث ہوئی ہے۔ ہماری بوڑھی والدہ صاحبہ (جنکی محلہ ریتی چھلہ قادیان میں کپڑے وغیرہ کی دوکان تھی اور جو ماسی سکینہ کے نام سے معروف ہیں) کے لئے یہ سانحہ بہت الم انگیز ہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور چھ بچے چھوڑے ہیں۔ ان کی اہلیہ ہمارے چچا محترم بھائی شیر محمد صاحب درویش قادیان کی صاحبزادی۔ محترمی مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان کی بھانجی اور حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی نواسی ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے بلندی درجات کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(خاکسار ذکاء اللہ۔ فوٹو سروس، جناح چوک منٹگمری)

# وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ آگاہ فرما دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ)

**نمبر ۱۶۰۶۳:-** میں دیوان علی ولد شمس الدین صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن سرائے عالمگیر ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میرا گزارہ اس وقت صرف جائیداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے

۱- ایک کنال زمین چاہی واقعہ سرائے عالمگیر قیمتی ......... ۲۰۰ روپے

۲- تین کنال زمین بارانی واقعہ سرائے عالمگیر قیمتی ......... ۳۰۰ "

۳- ایک مکان پختہ رقبہ تین مرلے قیمتی ......... ۵۰۰ "

۴- ایک مکان پختہ مشترکہ حصہ داران رقبہ پانچ مرلے نصف حصہ قیمتی ......... ۳۰۰

۱۳۰۰ "

میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

العبد:- چوہدری دیوان علی پریذیڈنٹ سرائے عالمگیر ضلع گجرات ۲/۱/۵۹ - گواہ شد:- برکت علی پنشنر ولد منشی رحم علی صاحب مرحوم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات۔ (بھتیجا موصی) گواہ شد:- عبد القیوم ولد چوہدری دیوان علی صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات (پسر موصی)

**نمبر ۱۶۰۶۴:-** میں سردار خان ولد چوہدری فضل داد خان صاحب قوم وڑائچ جٹ پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء تقریباً ساکن نوڈوالی ڈاکخانہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل اراضی چھ بیگھ واقع نوڈوالی تحصیل و ضلع گجرات ہے قیمت مبلغ ۶۰۰۰/- روپے ہے میں اس کے ۱/۶ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس کے علاوہ اپنی جو آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۶ حصہ میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۶ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۶ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط العبد:- سردار خان گواہ شد:- بقلم خود مرزا انور احمد سیکرٹری مال جماعت نوڈوالی۔ ڈاکخانہ جلال پور جٹاں ضلع گجرات۔ گواہ شد:- بیدو لایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ راقم الحروف میاں محمد یعقوب انسپکٹر تحریک جدید

**نمبر ۱۶۰۶۵:** میں مسماۃ زینب بی بی زوجہ میاں عبد المالک صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن حال بلاک ۹ مسجد احمدیہ سرگودھا معرفت بشیر خان دکاندار ڈاکخانہ خاص سرگودھا ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۰/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا حق مہر مبلغ دو صد روپے ہے جو کہ بذمہ خاوند مذکور واجب الوصول ہے۔ علاوہ ازیں جو جائیداد یا آمد اپنی زندگی میں پیدا کروں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وفات کے بعد جو ترکہ بھی ثابت ہو اس کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا زینب بی بی اہلیہ میاں عبد المالک راجپوت زرگر

گواہ شد غلام رسول سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرگودھا

گواہ شد: خاوند مذکورہ موصیہ عبد المالک ولد میاں محمد عبد اللہ صحابی آف بھیر و حال مسجد احمدیہ بلاک ۹ سرگودھا ۲/۶۰/۱۷ -

**نمبر ۱۶۰۶۶:** میں بشیر احمد احسن ولد میاں سراج الدین احمد قوم جٹ رانجھا پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مراد وال ڈاکخانہ ہیریا ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

۱- ایک کنال ۱۴ مرلہ ۲۶ مربع فٹ ایک پلاٹ واقع بلاک ۳۱ قطعہ ۲ محلہ دار النصر جس کی قیمت مبلغ ۲۵۶/- روپیہ ہے اس کے ۱/۳ یعنی ۸ مرلہ ۲۲ مربع فٹ کا مالک ہوں اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔

۲- تنخواہ بطور ٹیچر ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول مبلغ یکصد تیس روپے اور تا زیست اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اپنی زندگی میں جو بھی جائیداد یا آمد پیدا کروں نیز میرے مرنے کے بعد میرے حصہ کی جتنی بھی جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ بشیر احمد احسن بقلم خود اے سی ٹی ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول چک ۳ ضلع گجرات۔

گواہ شد شیخ منور حسین ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ منڈی بہاؤ الدین ۳/۶۱/۲۴

گواہ شد۔ محمد اسلم قائد مجلس خدام الاحمدیہ دکان ۶/۲ صدر بازار منڈی بہاؤ الدین ۳/۶۱/۲۴

**نمبر ۱۶۰۶۷:** میں ملک محمد شفیع خان ولد ملک عنایت اللہ خان مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت ریٹائرڈ عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۰۸ء ساکن کنجاہ حال نارووال سیالکوٹ ڈاکخانہ کنجاہ ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرا گزارہ صرف جائیداد کی آمد پر ہے۔ اور میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ مگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے غیر منقولہ

۱- نصف حصہ حویلی ڈھائی مرلہ جو میرا زر خرید ہے۔ واقع محلہ ککے زیاں کنجاہ ضلع گجرات جس کی قیمت تین ہزار روپیہ ہے۔

۲- ایک مکان خورد معہ صحن دروازہ تیار کردہ واقعہ محلہ ککے زیاں کنجاہ ضلع گجرات جس کی قیمت ۵۰۰/- روپے۔ میرے پاس اس وقت نقد ۲۵۰۰/- روپے ہیں اور پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد محمد شفیع خان۔

گواہ شد قائم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ۔

گواہ شد منیر احمد اسسٹنٹ انجینئر ایم ای ایس سیالکوٹ چھاؤنی

**نمبر ۱۶۰۶۸:** میں امۃ العزیز بشریٰ خانم زوجہ ملک نور الحق خان صاحب قوم ککے زئی افغان پیشہ خانگی عمر تقریباً ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کوئٹہ ڈاکخانہ کوئٹہ ضلع کوئٹہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے

حق مہر مبلغ تین ہزار روپے جو خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے اور زیور طلائی کل وزن تقریباً ۲۳ تولہ بتفصیل ذیل ہے اور جس کی قیمت اندازاً ڈھائی ہزار روپے ہے۔ انگشتری آٹھ عدد ۳ تولہ چوڑیاں سات تولہ کڑے دو عدد ۵ تولہ گلوبند ۲ ۱/۲ تولہ۔ لاکٹ ۱ ۱/۴ تولہ کانٹے دو جوڑی تین تولہ، گانی ۱/۲ تولہ۔

زیور اور حق مہر کی کل قیمت ۵۵۰۰/- روپے ہوتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کو ادا کر دوں تو وہ میری وصیت میں مجرا ہوگی۔

العبد امۃ العزیز بشریٰ خانم بقلم خود۔

گواہ شد:- قیصر الحق خان خلف موصیہ ۲/۴۳-۲ فاطمہ جناح روڈ کوئٹہ۔

گواہ شد۔ ضیاء الحق خان خلف عم حقیقی موصیہ ۲/۴۳-۱ شارع فاطمہ کوئٹہ

---

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں!

# محترم پروفیسر سراج الدین کا خطبہ اسناد

بقیہ صفحہ اوّل

خالصتاً ذاتی عزم وہمت کے بل پر ربوہ میں ایسی درسگاہ قائم کر دکھانا ایک عظیم کارنامہ ہے اور پھر اس کی آبیاری کرنا اور پروان چڑھا کر اسے حسن وخوبی اور مضبوطی واستحکام سے مالا مال کر دکھانا اور بھی زیادہ قابلِ ستائش ہے ایک ایسے پرائیویٹ ادارہ کو دیکھ کر جو باہمی مناصمت اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں سے پاک ہو اور جس کی تمام تر کوششیں اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کے لئے وقف ہوں استعجاب ورشک کے جذبات کا ابھرنا ایک فطرتی امر ہے۔

آپ کے امام جماعت کو علم اور اس کی ترویج سے جو محبت ہے آپ کے پرنسپل صاحب اور ممبران اسٹاف ایسے ماہرین تعلیم بھی اس میں حصہ دار ہیں۔

مرزا ناصر احمد صاحب جنہیں اپنے شاگردوں میں شمار کرنا میرے لئے باعث عزت ہے برصغیر ہند و پاکستان کے ایک نامور فاضل اور ماہر تعلیم ہیں یہ کالج کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک ایسے پرنسپل کی رہنمائی حاصل ہے جو اپنی زندگی میں آج کے دن تک بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ مقررہ نصب العین کے حصول میں کوشاں چلے آرہے ہیں اور زمانے کے اتار چڑھاؤ ان کے لئے کبھی سدِّ راہ ثابت نہیں ہو سکے ہیں اگر ان سے کم اہلیت اور کم عزم وحوصلہ کا انسان ہوتا تو زمانے کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ہمیں ایسے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے یعنی جو ایمان ویقین، قوتِ ایثار اور بلند کرداری کے اوصاف سے متصف ہوں۔

مرزا ناصر احمد صاحب سے متعارف اور ان کی دوستی کے شرف سے مشرف ہونا عزم وہمت کے اکسیر تو بحال ہونے کے علاوہ خود اپنے آپ کو اس مستقبل کے بارے میں جو زمانہ حال کے پریشان کن بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہے ایک پختہ اور غیر متزلزل اعتماد سے بہرہ ور کرنے کے مترادف ہے اور میں خود اس کا شاہد ہوں +

(باقی)



پاکستان ویسٹرن ریلوے راولپنڈی ڈویژن

## ٹینڈر نوٹس

درج ذیل کام کے لئے لیبر اور میٹریل کے ساتھ سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں جو ۱۶ جون ۶۱ء کے بارہ بجے دن تک پہنچ جانے چاہئیں۔

| کام | تخمینا لاگت | زرِ بیعانہ | تکمیل کی مدت |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱۔ ماڑی انڈس میں پرائمری سکول کے طلباء کیلئے پلین نمبر RWP ۲۱۶ / MAT ۱-۶-۶۱ کے مطابق شیشم کی لکڑی کے دو سو ڈیسک اور دو سو کرسیوں کی تیاری اور فراہمی۔<br>۲۔ پلین نمبر ایم ۲۱۷ RWP / MAT ۱-۶-۶۱ کے مطابق ٹیچرز کے لئے شیشم کی لکڑی کی بارہ میزوں اور کرسیوں کی تیاری اور فراہمی | -/۴۰۰۰ روپے | -/۱۰۰ روپے | پندرہ دن |

۲۔ مقررہ فارم پر موصول شدہ ٹنڈر درج بالا تاریخ کو دن کے ساڑھے بارہ بجے بر سرِ عام کھولے جائیں گے۔

۳۔ ایسے ٹھیکیداران جن کے نام اس ڈویژن کے منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست میں درج نہ ہوں وہ ٹنڈر کھولے جانے کی مقررہ تاریخ سے قبل ہی اپنے نام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی ڈبلیو ریلوے راولپنڈی کے پاس درج کرالیں۔

۴۔ ٹنڈر کی دستاویزات مشتمل بر ٹنڈر فارم۔ ٹھیکہ کی خصوصی شرائط (باب الف و ب) ٹنڈر کی ہدایات اور توضیحات کا کوائف وغیرہ زیر دستخطی سے مبلغ پانچ روپے (ناقابل واپسی) کی ادائیگی پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ٹنڈر کی خصوصی شرائط پر ٹھیکیدار کو اپنے دستخط ثبت کرنے ہوں گے جن سے معلوم ہو سکے کہ انہیں وہ شرائط قبول ہیں۔

۵۔ زرِ بیعانہ ڈویژنل پے ماسٹر پی ڈبلیو ریلوے راولپنڈی کے پاس ٹنڈر کھلنے کی مقررہ تاریخ اور وقت سے قبل ہی جمع کرایا جانا ضروری ہے جس کے بغیر کسی ٹنڈر پر غور نہیں ہوگا۔

۶۔ ریلوے کی انتظامیہ سب سے کم نرخ کے یا کسی بھی ٹنڈر کی قبولیت کی پابند نہیں نیز اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی بھی ٹنڈر خواہ کلی طور پر قبول کرے یا جزوی طور پر۔

۷۔ فی سیٹ علیحدہ علیحدہ نرخ تحریر کیا جانا چاہئیے۔

۸۔ ٹنڈر دہندگان کسی بھی کام کے دن دفتری اوقات میں پلین زیر دستخطی کے دفتر میں دیکھ سکتے ہیں۔

۹۔ یہ سامان راولپنڈی میں انسپکٹر آف ورکس کے گودام میں پہنچانا ہوگا۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ
پاکستان ویسٹرن ریلوے راولپنڈی



## لیڈر بقیہ

بقیہ صفحہ ۲

آج یورپین ذہنیت بھی سائنس اور جدید فلسفہ کے زیر اثر ایسے بت پرستانہ تخیلاتی مذہب سے سخت بیزار ہو چکی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ موجودہ عیسائیت کی جڑ یورپ میں اکھڑ چکی ہے اور حقیقت پسند طبقہ کا ایک حصہ تو مذہب کے نام سے ہی بدکتا ہے اور دوسرا حصہ کسی ایسے مذہب کی تلاش میں ہے جو انسانی عقل اور موجودہ ترقی یافتہ ذہنیت کو اپیل کر سکتا ہو۔ وہ تثلیث اور کفارہ ایسے غیر عقلی عقاید کو محض طفلانہ باتیں سمجھتا ہے اس طرح یورپ کا حقیقت پسند مذہبی طبقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح تعلیمات کو معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس کا مرکز توحید باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں ہے امریکہ کے ہفتہ وار جریدہ لُک (LOOK) کی اشاعت ۲۰ دسمبر ۱۹۶۰ء میں رائٹ ریورنڈ جیمز اے پائیک بشپ آف دی ایپسکوپل ڈویسز آف کیلے فورنیا[1] کا ایک مضمون بعنوان "عیسائیت لپا ہو رہی ہے" شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں:-

"میں اپنے میں آج کل ایک عجیب وغریب خواہش پاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم عیسائیوں کو اب کے برس کرسمس کی تقریبات سے یکسر دستکش ہو جانا چاہئیے کیونکہ تقریبات کا اہتمام فتح کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور آج اس پیدائش پر (جس سے عیسائیت کی بنیاد پڑی) بیس صدیاں گزرنے کے بعد بھی کسی فتح کی علامات دکھائی نہیں دیتیں۔ جس پر چرچ کا خوشیاں منانا بجا ہو بلکہ عیسائیت آج پسپائی پر ہے"۔

[1] The Rt. Rev James, A Pike Bishop of the Episcopal Doica of California.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

**ضروری اعلان**:- بل ماہ مئی ۱۹۶۱ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ براہ مہربانی ان بلوں کی رقوم ۱۰، جون ۱۹۶۱ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں +

(مینیجر الفضل)